OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:2, Issue: 2, Jul -Dec 2021
DOI:10.51665/al-duhaa.002.02.0204, PP: 431-448

قرآنیات سیرت میں مولانا عبدالماجد دریابادی کی کتاب، سیرۃ نبوی ﷺ قرآن کی روشنی میں، کا تحقیقی جائزہ

A research review of Mawlānā ʹAbd al Mājid Daryābādī's book, The Prophet's Biography in the Light of the Qur'ān

Published: 31-12-2021
Accepted: 01-12-2021
Received: 25-08-2021

Mudassar Mehboob
MPhil Scholar, Department of Islamic and Religious Studies,
The University of Haripur
Email: mudassarmehboob2@gmail.com

Dr. Junaid Akbar
Associate Professor, Department of Islamic and Religious Studies,
The University of Haripur
Email: Junaid8181@gmail.com

Muhammad Toseef Akhtar
PhD Scholar, Department of Islamic and Religious Studies,
The University of Haripur
Email: htouseef01@gmail.com

Abstract

The sermons of Maulana Abdul Majeed Darya Badi which were on Sira Quranic were given on 9 AH according to the order of Dr. Abdul Haq Sahib. This book was arranged in the form of nine (9) sermons. Each sermon is described, as well as arguments from the Bible and several chapters of the Gospel, the Torah, and John. This book has the status of a good and famous book on the subject of Quranic biography. Maulana Darya Badi was also a writer. In the first sermon the good news of the coming of the Holy Prophet (sws) has been announced. In the second sermon his name, lineage, homeland and time have been mentioned. The third sermon mentions his virtues, characteristics and hobbies. The fourth sermon mentions his prophethood and humanity. The fifth sermon mentions the migration of the Prophet. The sixth sermon mentions wars and battles. The seventh sermon mentions contemporaries and the eighth sermon mentions polytheists, Jews and Christians, hypocrites and believers.

Keywords: *Mawlānā ʹAbd al Mājid Daryābādī, Qurānic biography, Qurānic biography.*

CC BY

تمہید

قرآنیات سیرت کو سیرت نگاری میں ایک اہم اور بلند مقام حاصل ہے اسی ضمن میں میں مولانا عبدالماجد دریابادی کی کتاب، **سیرۃ نبوی ﷺ قرآن کی روشنی میں**، کو بنیادی اور اہم کتاب سمجھا جاتا ہے۔

مؤلف کا تعارف:

ایک صدی قبل انگریزی عہد 1861ء میں دریاباد [1] ایک ضلع تھا آبادی تقریباً سات ہزار پر مشتمل تھی۔۔ عبدالماجد دریابادی کے دادا کی کل سات اولادیں تھیں جن میں پانچ لڑکیاں تھیں اور دو لڑکے تھے۔ان لڑکوں میں عبدالماجد دریابادی کے والد تھے جن کا نام مولوی عبدالقادر [2] ڈپٹی کلکٹر تھے۔1912ء کو عبدالقادر اپنے عزیز واقارب کے ہمراہ سفرِ حج کے لئے قافلے کی صورت میں روانہ ہوئے۔ جہاز کی روانگی میں کافی دن لگ گئےجس کی وجہ سے عبدالماجد دریابادی اپنی پڑھائی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے واپس ہو گئے۔ حجِ بیت اللہ کے بعد مولوی عبدالقادر بوجہ بیماری اِس فانی دنیا سے رُخصت ہو گئے نماز جنازہ بیتُ اللہ میں ادا ہوا اور جنت المعلی میں دفن ہوئے ڈاک کے ذریعے دسمبر کے آخر میں وفات کی خبر گھر والوں کو پہنچی تھی [3]۔ عبدالماجد دریابادی کی والدہ صاحبہ کا نام نصیر النساء تھا۔ 59 سال کی عمر میں بیوہ ہوئیں تھیں پھر 15 ربیع الاوّل 1360ء عصر کے وقت 87، 88 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ عبدالماجد دریابادی کے پانچ بہن بھائی تھے لیکن آپ کے علاوہ ایک بھائی اور ایک بہن زندہ رہے باقی فوت ہو گئے تھے۔آپ کی پیدائش 1892ء کو دریاباد میں ہوئی۔ گھر میں ہی بسم اللہ کرائی گئی اور لفظ بسم اللہ پر بچے کی انگلی رکھا کر کسی متبرک شخص کی زبان مبارک سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم دہرائی جاتی تھی۔ اور بسم اللہ کروانے والے حاضرین کی خدمت کی جاتی تھی [4]۔

خانگی تعلیم وتربیت، سکول وکالج، ازواجی زندگی:

پڑھائی، مولوی صاحب اور ماسٹر صاحب دونوں سے جاری رہی انگریزی کے ساتھ ساتھ حساب کی پڑھائی بھی لازمی تھی۔ اور جو مولوی صاحب تھے وہ چوبیس گھنٹوں کے ملازم تھے وہ مولانا کے ساتھ ہی رہتے تھے اور کچھ ہی عرصہ میں ناظرہ قرآن ختم ہو گیا [5]۔نوسال کی عمر میں سکول میں داخلہ کرایا گیااس وقت تک ابتدائی فارسی اور انگریزی کی تعلیم حاصل کر لی تھی۔ والد صاحب خود سکول لے کر گئےاساتذہ ڈپٹی کلکٹر صاحب کے آنے پر بہت خوش تھے۔ سکول میں مولانا کوامتیازی حیثیت حاصل تھی۔ سکول کے ساتھ ساتھ پرائیویٹ ٹیوٹر سے بھی استفادہ کیا کرتے تھےاور سالانہ امتحان میں اُس وقت کے قانون کے مطابق ڈبل پرموشن ملنے پر ہائی سکول چلے گئے تھے۔ دسویں میں آئے توسکول میں تقسیم انعامات کی تقریب انگریز ڈپٹی کمشنر کی صدارت میں ہوئی اور انگریز ڈپٹی کمشنر کے سامنے مکالمہ پیش کیااور زبردست داد وصول کی [6]۔ جون 1908ء کے شروع میں میٹرک کا نتیجہ آیا گزٹ یوپی [7] سے نکلتا تھا۔ میٹرک سیکنڈ ڈویژن میں، انٹرمیڈیٹ کا امتحان بھی سیکنڈ ڈویژن میں پاس کیااِس کے بعد چار مضامین میں بی اے پاس کیا۔ایم اے کے سال اوّل کا امتحان الٰہ آباد میں [8] 1913ء کو ہوا۔ کئی طرح کی مشکلات کے باوجود امتحان دیا اور پرچہ فیل بھی ہوا [9]۔8 یا 9 سال کی ہی عمر میں اپنی چچازاد کے ساتھ نسبت طے ہو گئی تھی۔ شادی 24 سال کی عمر میں ہوئی۔ شادی کے پہلے سال سے ہی اولاد کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا، کچھ اولادیں بچپن میں ہی فوت ہو گئی تھیں، بالغ ہو کر چار لڑکیاں ماں باپ کی

آنکھوں کی ٹھنڈک بنیں تھیں[10]۔

مضمون نگاری اور صحافت ،سیاسی زندگی اور بیعت شیخ:

1904ء کو 12 سال کی عمر میں اُس وقت صوبے کا سب سے بڑا اخبار اودھ میں آپ مضمون چھپا۔ ڈر یہ تھا کہیں والد صاحب غصہ نہ کریں کہ پڑھائی چھوڑ کر مضمون نگاری شروع کر دی ہے یہ سلسلہ اور بھی بڑھتا گیا۔ اور کئی اخبارات میں مضمون شائع ہوتے گئے[11]۔ انگریزی مضمون نگاری 14 یا 15 سال کی عمر میں شروع کر دی تھی شروع میں مضمون نگاری اپنے نام سے نہ لکھتا تھا لیکن بعد میں مضمون نگاری اپنے نام سے شروع کر دی تھی۔ اس پر بڑی واہ واہ ہوئی اور آپ نے اپنے شہرہ آفاق مضمون گاندھی جی کے فلسفہ "تسیا گرہ[12]" کا ماخذ قرآن مجید کو دکھلایا تھا[13]۔ جب آنکھیں کھولیں تو اُس وقت انگریز سرکار کے تائید و وفاداری ہی کو خیر سمجھا جاتا تھا۔ آپ، مولانا محمد علی[14] سے بہت ۔متاثر تھے اور تحریک خلافت میں بھی اپنا بھرپور کردار ادا کیا اور زندگی بھر مولانا محمد علی کو ہی اپنا مذہبی پیشوا سمجھتے رہے اور اصولاً پاکستان کے قیام کا حامی تھے[15]۔ مولانا اشرف علی تھانوی سے بیعت کی خواہش تھی لیکن ان ہی کے حکم سے مولانا حسین احمد[16] سے بیعت کی، مولانا حسین احمد نے تحریری ارشاد فرمایا کہ آپ اپنے ہاتھ حضرت تھانوی کے ہاتھوں میں دے دیں اور یہ تعلق اُن کی وفات 1943ء تک قائم رہا[17]۔

تصانیف وتالیفات:

(1) تفسیر ماجدی، مجلس نشریات قرآن، ناظم آباد، لاہور (2) مناجات مقبول، اشرف علی تھانوی، اقراٗ اشرفیہ کمپنی، لاہور (3) اعلام القرآن (4) حیوانات قرآنی مجلس نشریات اسلام، کراچی (5) تصوف اسلام، المعارف گنج روڈ، لاہور (6) سچی باتیں، مرتب: نعیم الرحمٰن صدیقی ندوی (7) ملفوظات مولانا جلال الدین رومی، معارف اعظم گڑھ (8) سفر حجاز، دار المصنّفین، شبلی اکیڈمی اعظم گڑھ یوپی، ہند (9) خطوط ماجدی، ادارہ تصنیف و تحقیق، پاکستان، لاہور (10) وفیات ماجدی، مجلس نشریات اسلام، کراچی۔

قرآنیات سیرت:

عبدالماجد دریابادی کو اپنی جوانی کے وقت سے دلی تمنا تھی کہ سیرۃ نبوی محض قرآن سے اخذ کر کے لکھی جائے لیکن ایسی نوبت نہ آسکی اب مدراس کے بڑے عالم ڈاکٹر عبدالحق[18] دریاباد تشریف لائے اور مولانا سے کہا کہ ایک خاتون محترمہ کسی فنڈ سے کسی دینی عنوان پر مدراس یونیورسٹی[19] میں لیکچرز دلوانا چاہتی ہے۔ عبدالماجد دریابادی سے سیرت قرآنیہ کا ذکر کیا تو انھوں نے منظور کر لیا۔ اِسی طرح مولانا کی دلی تمنا بھی پوری ہو گئی پھر آپ نے اسے اپنے کئی لیکچروں میں بیان فرمایا۔ پھر 1963ء میں یہ کتاب خطبات ماجدی یا سیرۃ نبوی قرآنی کے نام سے منظرِ عام پر آئی تھی[20]۔

زندگی کا بڑا حادثہ، بیماری ووفات اور جنازہ:

دسمبر 1968ء کو عبدالماجد دریابادی کی بیوی اپنے میکے گئی اور جاتے جاتے بچیوں سے اپنا کفن میں تاکیداً ساتھ ڈلوا دیا تھا۔ 2 جنوری 1969ء ساڑھے گیارہ بجے فوتگی کی اطلاع ملی اور پھر آپ لکھنؤ کی طرف روانہ ہو گئے[21]۔ **14** جنوری 1978ء کو آپ پر فالج کا حملہ ہوا پہلے اُس کا ڈاکٹری علاج ہوا۔ پھر ہومیوپیتھک سے علاج ہوا اور زیادہ قیام دریاباد اور لکھنؤ میں

رہا۔ پھر ایک دفعہ بیماری کے دوران مسلم یونیورسٹی[22] بلایا گیا جہاں انہیں ڈاکٹر آف لٹریچر کی اعزازی ڈگری دی گئی تھی[23]۔ گرنے کی وجہ سے ہڈی ٹوٹ گئی ڈاکٹر سے علاج شروع کرایا گیا لیکن آپ اِس حادثے سے بہت پریشان ہوئے اس کے بعد چار ماہ زندہ رہے۔ جنازہ مولانا کی وصیت کے مطابق دار العلوم ندوہ روانہ ہوا۔ نمازِ ظہر کے بعد حضرت مولانا علی میاں[24] کی امامت میں نمازِ جنازہ ادا کی گئی تھی پھر جنازہ دریا باد پہنچایا گیا تھا دریا باد کا نام پوری دنیا میں روشن کرنے والا ستارہ آج دریا باد میں ہی غروب ہو گیا۔ گاؤں میں دوبارہ نمازِ جنازہ حافظ غلام نبی صاحب[25] نے پڑھایا تھا[26]۔

دیباچہ کُتب:

مؤلف نے کتاب کا دیباچہ کو دو صفحات پر بیان کیا ہے اور اپنی کتاب کو مولانا عبد الحق کی طرف منسوب کرتے ہیں کیوں کہ مولانا ہی کی خواہش پر مولانا عبد لماجد دربادی نے مدراس میں یہ لکچر دیئے تھے۔ یہ لیکچر بعد میں کتابی صورت اختیار کر گئے مولانا خود، عبد الشکور لکھنوی کی کتاب مختصر سیرت نبوی ﷺ قرآن کی روشنی میں، قرآنیات سیرت کے موضوع پر پہلی کتاب قرار دیتے ہیں۔ اور مصر کے مشہور اہل قلم عزہ دورۃ کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے بھی عربی میں قرآنیات سیرت پر ایک ضخیم کتاب تحریر کی ہے۔ پھر مولانا نے زندگی کا اعتبار جوانی کو قرار دیا ہے اور ستر سال کی عمر میں اپنی اس خدمت جو قرآنیات سیرت کے سلسلے میں سرانجام دی ہے اس پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ مولانا عبد الماجد دریا بادی نے دیگر سیرت نگاروں سے ہٹ کر آپ ﷺ کے زمانے کے مقابل طبقات و مذاہب کو جدا جدا کرکے بیان کیا ہے اور آپ ﷺ کی سیرت کو ایک الگ انداز میں 9 خطبوں کے اندر 262 صفحات میں بیان کیا ہے ذیل میں 9 خطبوں کا اختصار بیان کیا جائے گا[27]۔

خطبہ اول: ظہور کی پیش خبریاں:

مؤلف نے بالکل ابتداء میں ایک دعویٰ کیا کہ اہل کتاب یعنی یہود و نصرانی دونوں "موعود" کے انتظار میں صدیوں سے چلے آرہے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ سے آپ ﷺ کے ظہور کی دعا صراحت سے نقل کی گئی ہے۔ جب خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت ابراہیمؑ نے اسماعیلؑ کی معیت میں دعا کی تھی[28]، اے اللہ ہماری اس خدمت کو قبول فرما، اور ہماری نسل سے ایک رسول بھیج اس پر بطور دلیل سورۃ البقرہ کی تین آیات[29] لائیں۔ آپ ﷺ کا ظہور مکہ کے رہنے والوں کے درمیان میں ہوا اس کو سورۃ الجمعہ[30] میں بیان کیا ہے۔ ظہور اقدس و مطہر کی پیش خبریاں پہلے ہی آسمانی صحیفوں میں آچکی ہیں ان کو سورۃ الشعراء[31] میں بیان کیا ہے۔ رسولؐ اللہ کے امتیازی اوصاف سورۃ الاعراف کی[32] پیش کی ہے کہ اہل کتاب کے ہاں بھی آپ ﷺ کے اوصاف وعلامات اپنی کتب تورات اور انجیل میں درج ہیں۔ مؤلف نے کتب سابقہ باوجود یہ کہ تحریف زدہ ہیں لیکن مختلف نسخوں میں موجود آپ ﷺ کی آمد کا ذکر موجود تھا۔ جیسے تورات کا نسخہ استثناء، انجیل، انجیل مرقس، انجیل لوقا، یوحنا وغیرہ۔ مؤلف نے چند حوالہ کا ہی اختصار کیا ہے۔ اور صراحت کی ہے کہ مزید حوالہ کے لئے تفسیر ماجدی دیکھی جا سکتی ہے[33]۔

دوسرا خطبہ: نام، نسب، وطن اور زمانہ:

1۔ آپ ﷺ کا اسم مبارک محمد ﷺ تھا۔ قرآن میں اِس کی صراحت چار جگہ[34] آئی ہے۔ 2۔ دوسرا نام احمد ﷺ ہے اس کو سورۃ الصّف[35] میں بیان کیا گیا ہے جو حضرت عیسیٰ کی زبان سے پیش خبری کے طور پر ارشاد ہوا ہے۔ انجیل یوحنا کی عبارتیں

مؤلف نے پیش کی ہیں[36]۔اسمائے صفاتی، قرآن مقدس میں کثرت سے آئے ہیں۔نذیر، منذر، شاہد، داعی الی اللہ، بشیر، مزمل، مدثر، النبی الامی، مذکر، سراج منیر، رحمۃ للعالمین، خاتم النبین۔ان میں سے ہر ایک پر قرآنی آیات بطور دلیل لائے ہیں۔جیسے اسم شاھد کو تین آیات[37] سے بیان کیاہےاوراسی طرح اسم منذرکے بھی مؤلف نے تین آیات[38] کے حوالے دیئے ہیں۔اسم نذیرکے بھی تین حوالے[39] دیئے ہیں۔اسی طرح مخاطبین کے دائرے میں پوری دنیاآجاتی ہےاس کو سورۃ السبا[40]میں بیان کیاہے[41]۔

وقت کیفیت کے ساتھ مخصوص نام:

(1) چادر میں لپٹنے والےاس کو سورۃالمزمل آیت[42]میں بیان کیاگیاہے۔(2) اپنے کپڑوں میں لپٹنے والے سورۃالمدثر، آیت[43]میں بیان کیاگیاہے۔لفظ عبد جو اپنے لغوی اور مفہوم کے لحاظ سے عام ہے لیکن رسول اللہؐ کی تکریم و تشریف کے لئے خصوصی قرار دیا جائے تو بے جانہ ہوگا[44]۔ سورۃ البقرہ آیت 23، سورۃ بنی اسرائیل آیت 1، سورۃ النجم آیت 10، سورۃ العلق آیت 9، 10 اورایک جگہ لفظ عبداللہ سورۃالجن آیت 19، اس پر مؤلف نے کچھ مزید آیات پیش کیں ہیں جن میں لفظ عبد کو سورۃالکہف آیت 1، سورۃ الفرقان آیت 1، سورۃالحدید 9، لفظ عبدکااطلاق فتح غیبی ونصرت، سورۃالانفال آیت 41، سورۃزمر آیت 36[45] سورۃالتوبہ آیت 128 تمھارے لئے حریص ہیں۔ مومنوں کے حق میں بڑے شفقت اور رحم والے ہیں۔ دووصف قرآن مجید نےاورآپ کے ایسے بیان کیے ہیں جن سے دواسمائے توصیفی پیداہوگئے۔(1) ایک کا تعلق وصف رحمت عالم سے ہے سورۃالانبیاء 107 (2) دوسرا وصف ختم نبوت کا ہے۔سورۃالاحزاب آیت 40،ایک اور لفظ نور اوربرہان کا تعلق بھی آپ ﷺ کے اوصاف میں بیان کیاگیاہےاس کو سورۃالمائدہ آیت 15، سورۃالنسآء آیت 74 میں بیان کیا گیاہے[46]۔

آپ ﷺ کانسب مبارک:

مؤلف نے سورۃالضحیٰ کی آیت 6کے ذریعے آپ ﷺ کی یتیمی کو ثابت کیاہے۔پھر یتیم کی تعریف بیان کی پھر فاویٰ کے توضیح بیان کی۔پھر آپ کانسل ابراہیمؑ سے ہونا بیان کیاہے۔اسی ضمن میں دعائے ابراہیمی کا ذکر فرمایا۔سورۃالبقرہ، 128، 129،آپ ﷺ کا ظہور، نفیس ترین یا شریف ترین انسانوں میں ہوا۔مؤلف نے قاضی عیاض مالکی متوفی544 ہجری کی کتاب الشفاءفی حقوق المصطفیٰ میں دوآیتوں سے استدلال نقل کیاہے[47]۔

آپ ﷺ کاوطن مبارک:

مؤلف نے آپ ﷺ کی جائے پیدائش کے فضائل بیان فرمائے اوراسے دعا ابراہیمؑ بتلایاہے۔اس کی حرمت عہد جاہلیت میں بھی مسلم تھی اور شریعتِ اسلامی نے بھی اس شہر کو حرمت والاقرار دیاہےاوراس کے اندر شکار کو ممنوع قرار دیا۔سورۃابرہیم آیت 37، سورۃالبقرۃآیت 126 میں ابراہیمؑ کی دعا جس میں اس شہر کے رہنےوالوں کے لئے، نمازکاقائم کرنا،فراوانی رزق ومیوہ جات کی فراوانی ، شہرامن،جبکہ قرآن نے اسے البلدالامین اورا لبدالحرام جیسے القابات سے بار بارنوازاہے۔ پھر شہرِ مکہ کے قدیم نام بکہ کاذکر سورۃآل عمران ع 10،ہجرت کے بعد کئی غزوات پیش آئے، شہر کے حوالے سے رعایاکاایک بڑاحصہ منافقین پر مشتمل تھاقرآن مقدس نے شہرمدینہ کانالے کرمنافقین مدینہ کا ذکر سورۃالاحزاب

آیت 61، میں کیا ہے، ہجرت کے بعد آپ ﷺ شہر مدینہ میں ہی مقیم رہے اور وہیں وفات پائی[48]۔

آپ ﷺ کا مبارک زمانہ:

چونکہ قرآن بطور سیرۃ سوانح کی کتاب نہیں کہ اُس میں تاریخیں درج ہوں البتہ یہاں مؤلف نے قرآنی اشاروں سے کام لیتے ہوئے آپ ﷺ کا زمانہ بعثت اور زمانہ نبوت اور آپ ﷺ کی وفات کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور سورۃ المائدہ آیت 3، میں مسلمانوں کے لئے تمہارا دین اور انعام مکمل کیا ہے اور تمہارے لئے بطور دین اسلام اس کو پسند کیا ہے اور بطور اشارہ آپ ﷺ کے سفر آخرت کا ذکر ہے[49]۔

خطبہ 3: فضائل، خصائص، مشاغل:

مؤلف نے یہاں تقریباً 109 آیات ان مندرجہ بالا عنوانات کے ذیل میں لائیں ہیں۔اس خطبہ میں درج عنوانات کو علیحدہ نہیں کیا گیا کہ ہر ایک سے متعلق آیات کی انفرادیت واضح ہوتی۔ مندرجہ بالا عنوانات کے تحت خاصی آیات جمع کیں ہیں۔جہاں تک فضائل کی بات ہے مؤلف نے بیان فضائل میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑ پہلے آپ ﷺ کی بشریت کو بیان کیا، بے شک میں رسولوں میں سے ایک ہوں، میں تو بس ڈرانے والا ہوں، قیامت کے بارے میں اللہ ہی جانتا ہے، غیب خاصہ خداوندی ہے[50]، صفت امی ہونا، بطور تنبیہ صحابہ کو پیچھے رہنے کی اجازت کے بارے میں، مشرکوں کے لئے دعائے مغفرت سے منع کرنا، حضرت زینبؓ اور حضرت زیدؓ کے متعلق حکم، نابینا صحابی کے بجائے قریش کے سرداروں کو اہمیت دینا۔ ایمان والوں نبی ﷺ بڑے شفیق ہیں، آپ ﷺ کی بعثت اللہ کا احسان عظیم ہے،[51] آپ ﷺ کی بعثت کی غرض وغائت، اطاعت رسول ﷺ اصل میں اطاعت الٰہی ہے، رسول ﷺ کچھ دیں تو لے لو اگر منع کریں تو ترک جاؤ، آپ ﷺ کی ذات تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے،[52] اتباع رسول ﷺ، آپ ﷺ کو گواہی دینے والا خوشخبری دینے والا اور خبردار کرنے والا ذکر کیا گیا ہے، واقعہ معراج کی کفیات، وحی کا نزول، الفاظ کے لحاظ سے کم اور معنی کے لحاظ سے بڑی سورۃ الکوثر پہلی آیت، اخلاق حسنہ، آپ ﷺ مشقت میں نہ پڑھیں، صبر وحفاظت خداوندی، ابولہب اوراس کی بیوی کا ذکر، رسول ﷺ کو اذیت پہنچانے پر دردناک عذاب، ختم نبوت کا ذکر[53] آپ ﷺ کی موجودگی میں عذاب نہیں آئے گا، رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت یعنی اللہ کے ہاتھ پر بیعت ہے، اللہ نے آپ کو وہ سکھایا جو آپ نہیں جانتے تھے رسول اللہ ﷺ کی محفل اور گھر کے آداب، نبی ﷺ کی ازواج کا ادب ذکر کیا گیا ہے[54]۔

خطبہ نمبر 4: رسالت وبشریت:

پیغمبروں جیسی شخصیات پر بھی دنیا کی تاریخ میں برابر یہ ظلم عظیم ہوتا رہا ہے کہ جہاں ایک طرف منکروں نے ان کی ہدایات وکمالات کی طرف سے بلکل اپنی آنکھیں بند کر لیں جھٹلانے اور انکار کرنے کو اپنا شعار بنا لیا۔ دوسری طرف ماننے والوں نے بھی عقیدت میں وہ غلو کرنے والوں نے خدائی کے تحت پر بٹھا کر دم لیا ہے اور طرح طرح کے عقیدے گڑھے گئے حضرت عیسیٰؑ کی واضح مثال موجود ہے۔اِس حوالے سے مصنف دو طرح کے دلائل لائے ہیں۔

1: براہ راست دلائل 2: بالواسطہ دلائل:

بالواسطہ دلائل میں مؤلف نے اس اصل کی طرف اشارہ کیا ہے جسے قرآن حکیم نے قائم فرمایا ہے۔ "آپ ﷺ بھی

اس طرح ایک رسول ہیں۔ اس دعوی پر تین آیات کو لائے ہیں۔ (1) سورۃالنساء، آیت 163 (2) سورۃ الاحقاف، آیت 9 (3) سورۃ آل عمران، 143۔ آپ ﷺ کی نبوت بشریت اور بشریت کے لئے مندرجہ ذیل آیات ذکر کی ہیں اور اس حوالے سے چار آیات کو بطور دلائل لائے ہیں۔ (1) سورۃ بنی اسرائیل، آیت 93 (2) سورۃ بنی اسرائیل، آیت 94 (3) سورۃ التغابن، آیت 6 (4) سورۃ الشعراء، آیت 154[55]۔ پھر مؤلف نے اثبات دعوی کے لئے بشریت کو بطور شھادت پیش کیا ہے کہ انبیاء خصوصاً نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے کہ قرآن نے بشریت سے متعلق مندرجہ ذیل لوازم کا ذکر کیا ہے۔ کھانا کھایا سورۃ الانبیاء، آیت 8، بازاروں میں چلنا پھرنا، سورۃ الفرقان آیت 7، بیوی بچے، شادی بیاہ، خاندان، سورۃ الفرقان آیت 20، پیغمبر نہ تو اپنی طرف سے کسی کو خارق عادت کوئی معجزہ دکھا سکتے ہیں اور نہ ہی پیش کر سکتے ہیں۔ سورۃ الرعد آیت 37، اسی طرح تین آیات آپ ﷺ کی وفات پر ذکر کیں ہیں (1) سورۃ آل عمران آیت 144 (2) سورۃ الزمر آیت 30 (3) سورۃ یونس آیت 49 میں مذکور ہیں[56]۔

علم غیب کی نفی اور آپ ﷺ کے مبارک اعضاء جسم کا ذکر:

علم غیب خاصہ خداوندی ہے اس کو سورۃ الاعراف کی آیت 188 میں ذکر کیا گیا ہے۔ حضور ﷺ کے مادی اجزائے جسم، اعضاء اور شکل و شمائل کے اہم جزئیات کا بھی ذکر کر دیا ہے۔ اِس طرح کہنا چاہیئے کہ ایک خاکہ قرآن مجید کی مدد سے تیار ہو جاتا ہے۔ ص 75 مؤلف نے اثبات بشریت کے لئے قرآن مجید سے دلائل لائے ہیں۔ زبان مبارک کا تذکرہ، سورۃ الدخان ع 3 آیت 58، قلب مبارک کا تذکرہ سورۃ البقرہ ع 12 آیت 97، سورۃ الشعرآء ع 11، آیت 193 آنکھوں کا تذکرہ سورۃ الحجر ع 6، آیت 88 چشم مبارک کی بصارت کا ذکر سورۃ النجم ع 1، آیت 11، روئے مباک کا ذکر سورۃ البقرہ ع 17، آیت 97 گوش مبارک کا ذکر سورۃ التوبہ ع 8، آیت 97 سینہ مبارک کا ذکر سورۃ الانشراح، پشت مبارک کا ذکر سورۃ الانشراح آیت 2، اِن اعضاء جسم کے علاوہ حضور ﷺ کے بعض اعمال و حرکات جسمانی کو بھی بیان کیا گیا ہے مثلاً حضور ﷺ کا اُٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا، کھانا، پینا نماز اور عام عبادتیں مثلاً نمازوں کے کھڑے ہونے، آپ ﷺ کی نشست و برخاست کو سورۃ الشعرآء ع 11 آیت 218، حیات و ممات دونوں کا ذکر سورۃ یونس ع 2 آیت 16، اسی طرح جان کی قسم کو سورۃ الحجر ع 5 آیت 72 میں بیان کیا ہے[57]۔

خطبہ (5) آپ ﷺ کی ہجرت:

مؤلف نے آپ ﷺ کے شہر مولد کا ذکر فرمایا اور شہر ابراہیمی کے صفاتی نام بھی تحریر فرمائے اور پھر ہجرت کی شرعی تعریف بیان کی کہ ہجرت کا اطلاق کس پر ہوتا ہے۔ پھر سورۃ النسآء ع 10 آیت 75، میں اُن لوگوں کا ذکر کیا جو دعا کر رہے تھے اے اللہ ہمیں اِس بستی سے باہر نکال جس کے رہنے والے سخت ظالم ہیں۔ رسول ﷺ کی ذات اور رسولؐ کی دعوت کے ساتھ تمسخر تو ان کی عام دعوت بن گئی تھی۔ دعوت کو قبول کرنا الگ رہا۔ اس پر سنجیدگی کے ساتھ غور کے بھی روادار نہ تھے۔ اِس پر مؤلف نے سورۃ الانبیاء ع 3 آیت 36، اور سورۃ الفرقان ع 4 آیت 41، آپ ﷺ کا دعویٰ نبوت ان کے ہاں ناقابل قبول تھا اور وہ تمسخر اڑاتے تھے۔ آپ ﷺ کی تعلم کو سحر اور نتیجہ سحر کہتے تھے۔ کبھی آپ ﷺ کو قید میں ڈالنے، کبھی قتل کرنے اور کبھی جلا وطن کرنے کی تدبیریں، سازشیں اور چالیں چلتے تھے اس کو سورۃ الصافات ع 1 آیت 14، 15، اور سورۃ الانفال ع 4، آیت 30 پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی تدبیر چلی عددی اقلیت اور معاشی ضعف میں آپ ﷺ نے ہجرت کی۔

مظلوموں کو حکم ہجرت:

مظلوموں کو حکم ہجرت عین رحمت تھا مظلوم دعائیں مانگتے تھے۔الٰہی کسی طرح اِس ظلم و ستم کے ماحول سے ہمیں نجات حاصل ہو جائے[58]۔ مؤلف کہتے ہیں مشکلات کا دور ہجرت پر ختم نہ ہوا بلکہ ہجرت کے بعد بھی جاری رہا یہاں جو پہلا مسابقہ تھا وہ منافقین کے بااثر گروہ سے پڑا۔یہ لوگ زبان سے تو اسلام کا دعویٰ رکھتے تھے لیکن دل سے منکر تھے دوسرا مسابقہ اہل کتاب یہودیوں سے پڑا اور اِن سے اِن سے مقابلے و مناظرے لگے رہتے تھے۔اب تیسرا یہ کہ آپ ﷺ کو مقصود غزوات پیش آئے اور ان میں مقابل زیادہ تر مشرکینِ مکہ، عرب قبائل کے خلاف اور کبھی یہود کے مقابل پیش آئے۔یہ صورت بطور نتیجہ کے پیدا ہوئی کہ غزوات کے نتیجے میں آپ ﷺ مدینہ کی بنیاد ڈالنے لگے، آئین و قانون کو منضبط کرنے اور طرح طرح کے احکام جاری کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ایک طبقہ ایمان کے بارے میں تذبذب کا شاہکار تھا یہ طبقہ منافقوں کے ساتھ مل کر طرح طرح کی افواہیں مسلمان کو ڈرانے، دبانے کے لئے پھیلاتا تھا، مدینہ اصل یہود کا مسکن تھا مدینۃ النبیؐ یہ ہجرت نبویؐ کے بعد کہلایا[59]۔

خطبہ (6) غزوات و محاربات:

مؤلف نے غزوات و محاربات کے لئے موجود احوال و اسباب کا ذکر کیا ہے۔چونکہ بنیادی سبب اذن جہاد یہ تھا کہ ایمان والوں کی مظلومیت حدِ کمال کو پہنچی اور پیمانہ صبر لبریز ہوا تو قتال کی اجازت دے دی گئی آپ ﷺ نے خود قتال فرمایا۔ یہاں پہلے حرب کی اصطلاح استعمال ہوتی تھی پھر آپ ﷺ کی خود شرکت سے غزوہ اور جہاد کہلانے لگا۔ مؤلف فاضل نے یہاں کل 12 غزوات کا ذکر کیا ہے۔اس حوالے سے جن غزوات کا مؤلف نے ذکر کیا ہے مندرجہ ذیل ہیں۔1۔غزوہ بدر 2۔غزوہ اُحد 3۔غزوہ بدر ثانیہ 4۔غزوہ بنی نضیر 5۔غزوہ قینقاع 6۔غزوہِ بنی قریظہ 7۔غزوہِ احزاب 8۔غزوہِ حدیبیہ 9۔غزوہِ خیبر 10۔غزوہِ الفتح 11۔غزوہ حنین 12۔غزوہ تبوک[60]۔

خطبہ (7) معاصرین:

سیرت نگاری کے لئے بعض اہم سوالات جو مؤلف کے پیشِ نظر تھے ان کا جواب دینا چاہتے ہیں۔ وہ سوالات یہ ہیں۔1: آپ ﷺ کو پیام کیا ملا تھا؟ 2: آپ ﷺ پیامبر بنا کر کس کی طرف بھیجے گئے تھے؟ 3: وہ پیام لوگوں نے کس رنگ میں سُنا؟ مؤلف کہتے ہیں کہ تبلیغ کا حکم اجمالی طور پر تو ایک معنی میں آپ ﷺ کو بعثت و نبوت کے ساتھ ہی مل گیا تھا[61]۔ِن آیات میں آپ ﷺ کو مبشر، نذیر اور شاہد کہا گیا ہے۔اِس حوالے سے مؤلف کہتے ہیں پہلی آیت خاندان کے ڈرانے سے متعلق نازل ہوئی۔ سورۃ الشعرآء، ع 11 آیت 214، پھر دعوت کا دائرہ وسیع ہو کر عرب قوم یعنی نسل اسماعیلؑ تک پہنچا۔ سورۃ الجمعہ، ع 1 آیت 2، امیوں سے مراد اُم القریٰ یعنی مکہ معظّمہ کے رہائشی باشندے ہیں[62]۔ مؤلف آخر میں بحث کا خلاصہ اِن الفاظ میں لکھتے ہیں۔ غرض یہ کہ آپ ﷺ کی بعثت و دعوت کا ساری نسلِ آدم کی طرف ہونا تو ہر طرح سے ثابت اور یقینی ہے[63]۔

الف: مشرکین:

یہاں مؤلف نے قرآن کی روشنی میں اُس قوم کی براہِ راست اصلاح کے لئے رسول اللہؐ مبعوث ہونے کا ذکر کیا ہے۔اُس کی اعتقادی، علمی، اخلاقی زندگی کا نفسیاتی پسِ منظر پیش کیا ہے اور اس میں آپ ﷺ کے پیغام کی پذیرائی کس طرح ہوئی۔اِس میں اوّلاً مشرکین ہیں۔اس دعوی کو ثابت کرنے کے لئے مؤلف نے دلائل لائے ہیں۔ مؤلفؒ نے آیات[64] توحید کے اثبات اور

شرک کی نفی میں پیش کی ہیں۔ شرک جلی کی بڑی گرم بازاری تھی۔ قرآن مجید میں غیر اللہ معبود کے وجود ہی کی سرے سے نفی کی گئی ہے[65] چونکہ آپ ﷺ تبلیغ پر مامور تھے اس پر مؤلف نے چار آیتیں[66] بطور دلیل لائیں۔ مشرکین عرب وہم پرستیوں میں زیادہ راسخ و جامد تھے۔ نتیجتاً انہوں نے نئی دعوت کو سُن کر مخالفت بھی شدت سے کی اور دعوت اور داعی کے دشمن بن گئے حیرت سے کہتے کہ یہ نیا داعی سارے خداؤں کو چھوڑ کر خدائے واحد کی طرف بُلاتا ہے غصّہ اور حیرت سے کہتے کہ یہ شخص ساحر و کذاب ہے اِس پر مؤلف نے تین آیات بطور شہادت پیش کی ہیں[67]۔

مشرکین کی طرف سے معجزات کی فرمائش

مشرکین کی طرف سے طرح طرح کے معجزات کی بار بار طلبی ہوئی مؤلف نے سورۃ النمل آیت 59، 64 آیات بطور شہادت پیش کیں، کبھی متعین معجزات کا مظاہر ہوتا اور کبھی طویل معجزات کی فہرست ہوتی تھی۔ خصوصاً اہل مکہ کی طرف سے ایسے فرمائشی معجزات کے مطالبے ہوئے۔ اس کے بعد مشرکین عرب کے، خدا سے متعلق اور معبودوں سے متعلق عقائد بیان کیے۔ پھر اِن آیات کو لائے جو مشرکین پر حجت ہیں۔ پھر اِس دعوی پر کہ عبادت کا حق دار صرف اللہ ہے مؤلف نے اثبات توحید ممانعت شرک پر یہ آیات[68] لائیں۔ عرب کے مشرکین نے معبودین باطلہ کا جو وجود قائم کیا تھا اور جن عبادتوں میں وہ مصروف رہتے تھے۔

خصوصاً بُت پرستی، شرک کا ایک خاص مظہر بُت پرستی تھی قرآن نے اُس کا نام لے کر اُس سے منع کیا ہے[69]۔ سورۃ الحج، ع 4 آیت 30، مؤلف بت پرستی کی تاریخ بیان کرتے ہیں کہ عراق سے آکر عرب میں ان بتوں کی پوجا ہونے لگی مشہور تین بت لات، عزیٰ اور منات ہیں یہ تینوں بت تین طاقت ور قبائل کے تھے۔ جن کو قرآن نے سورۃ نوح ع 2، میں وَدّ، سواع، یعوق، یغوث، نسر کا ذکر ہے۔ مشرکین ملائکہ پرستی میں بھی مبتلا تھے۔ جنات پرستی کو اللہ تعالیٰ کی قربت داری سمجھتے تھے، اور آفتاب پرستی میں بھی مبتلا تھے[70]۔ سود خوری، دختر کشی، بے حیائی، بے حجابی، بے ستری کے عیب عام تھے۔ حرام کاری اور زنا بھی عام تھا۔ کتاب اللہ نے اِن مفاسد کے سد باب کے لئے پابندیاں لگائیں اور حجاب کے احکام نازل ہوئے اِس میں ازواج نبیؐ، بناتِ نبیؐ اور عام مسلمان عورتیں یعنی سب ہی شامل تھے۔ عقائد، اخلاق، معاملات کی دنیا تو اُجڑی ہوئی ہی تھی عبادات کا بھی کچھ ایسا ہی تصور تھا۔ کعبہ کو واجب التعظیم اور اُس کے زائرین کی خدمت کو اپنے لیے باعث فخر اور سعادت سمجھتے تھے۔ ان کی عبادت کے طریقے تھے کہ خانہ کعبہ کے گرد سیٹیاں اور تالیاں بجانا، ننگے طواف کرنا، ستر کی بھی پروانہ کرنا شامل تھا[71]۔ جبکہ یہ لوگ اہل کتاب سے مل کر مسلمانوں کی عبادت کا استہزا کرتے تھے۔ مشرکین کے عقائد دہریت سے بھی ملتے تھے۔ کوئی خالق بلاارادہ موجود نہیں، جو کچھ بھی ہوتا ہے مادی حیثیت سے زمانہ ہی کے اُلٹ پھیر سے ہوتا رہتا ہے۔ آخرت کی جزا و سزا سے انکار تو اُن کے ہاں عام تھا اور خدا کے کسی درجہ میں قائل بھی تھے۔ وہ بھی اِس کے قائل بہر حال نہ تھے سورۃ الاعراف آیت 1 3، بلکہ یہ لوگ انکار آخرت میں زیادہ شدید تھے مشرکین میں ایک اور فرقہ ایسا بھی تھا جو خدائے اعظم کا قائل کسی حد تک تو تھا لیکن وحی الٰہی اور نبی ﷺ کے ذریعے ہدایت کا بلکل منکر تھا۔ اُن کی سمجھ میں یہ بات کو آجاتی تھی کہ خدا کی اولاد ہے یہ کہ خدا خود انسانی قالب اختیار کے دنیا میں آگیا لیکن ان کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ خدا نے ایک بشر کو ذریعہ ہدایت بنا کر بھیجا اور اُسے مرضیات الٰہی کے تمام نکتے اور طریقے بتلا دیئے یہ لوگ بگڑ کر کہتے ہیں کہ سورۃ التغابن ع 1 آیت 6، ہماری ہدایت کو بشر آتے ہیں[72]۔ چونکہ بشر پر وحی کا آنا اُن

کے دماغ کے مطابق بشریت کے منافی تھااِس لئے تکذیب رُسول کرتے اور کبھی آپ ﷺ کو مجنون کہتے تھے۔اِس پر مؤلف نے تین آیات[73]بطور شہادت لائے۔ کبھی شاعر کہتے، خیالی مضمون باندھنے والا کہتے، مؤثر عبارت میں بیان کرنے والا شاعر کہتے، وحی قرآنی کو گڑھی ہوئی باتیں کہتے۔ مؤلف نےاِس پر دو آیات[74]ذکر کیں کبھی آپ ﷺ کو جادو گراور کہانت کہتے تھے۔اس پر مؤلف بطور شہادت چھ آیات لائے۔ کبھی قرآن میں وحی الٰہی سے متعلق شہبات ظاہر کرتے یہ کہ اُنہوں نے دل سے گڑھ لیااُن کی اعانت وامداد پر پوری ایک جماعت بھی ہے۔بقول مؤلف خلاصہ کلام یہ ہے کہ قرآن پاک اِن لوگوں کے خیال میں اورآج کے بُہت سے روشن خیال نمافرنگیوں کے خیال کے مطابق ایک گڑھاہوا کلام تھا[75]۔

(ب) یہود و نصرانیوں سے خطاب:

مؤلفؒ نے اوّلاً اپنی بات کو ثابت کیا ہے کہ پیغمبرؐ کے مخاطب مدینہ میں اہل کتاب تھے۔ پھراِس بات کی تصریح کی کہ اہل کتاب سے مراد عموماً یہودی ہیں مگر کہیں کہیں نصرانی بھی شامل ہو گئے ہیں۔پھر مؤلفؒ نے اُن کے نظریاتی احوال ذکر کیے کہ یہ لوگ توحید اور وحی نبوت کے لفظاً قائل تو تھے۔آپ ﷺ نے اِنہیں دعوت دی کہ میں جو وحی لے کر آیا ہوں عین تمھاری کتاب تصدیق کرنے والی ہے۔اِس پر مؤلف نے سورۃآل عمران آیت 64اور سورۃالبقرہ آیت 89، 97آیات پیش کیں۔آگے مؤلف نے ایک اور انداز سے پیش کیا کہ خود رسول اللہ ﷺ کتبِ سابقہ کے مصدق ہیں اِس پر دو آیات سورۃالبقرہ آیت 101، سورۃآل عمران آیت 81پیش کیں۔ کہیں نام کے ساتھ صراحت فرمائی کہ تورات اور انجیل خدا کی کتابیں ہیں۔ قرآن مجید کی پیش رو اور اپنے مخاطبین کے لئے سرمایا ہدایت و رحمت ہے۔اِس عنوان پر مؤلفؒ نے سورۃآل عمران آیت 3، سورۃبنی اسرائیل آیت 2، سے استدلال کیاہے[76]۔

اولادِانبیاء ہونے پر فخر:

اہل کتاب نے خوش خیالیوں کی بناء پر عقیدے گڑھ لئے تھےاوراپنے علماء ومشائخ کی تعظیم میں غلو سے کام لینے لگے کہ اُن سے غلطی لغزش کا کوئی امکان نہیں ہو سکتا۔اِن دعوؤں کے ساتھ وہ دنیاپرستی میں ڈوبے ہوئے تھے۔اگر عالمِ آخرت کا اپنے لیے مخصوص کہتے ہو تو موت کی تمنا کر کے دیکھو۔ قبولِ حق کی طرف سے ان کی آنکھیں اور اُن کے قلب سب بند تھے۔اور یہود و نصاری نسلی مفاجرت کے مرض میں بُری طرح مبتلا تھے۔رسولؐ کی شناخت میں کوئی دھوکا نہ تھا۔بلکہ اپنی بدنصیبی سے رسولؐ کا انکار کرتے تھے۔رسولؐ کواپنی قوم کی طرح پہچانتے تھے مگر محض ضد قبولِ حق میں حائل ہو گئی تھی۔اپنے اکابرین کی اقتداء میں مر مٹے جارہے تھے لیکن درحقیقت اکابرپرستیوں اور باطل پرستیوں میں مبتلا تھے۔مؤلف الجمعہ ع1، آیت کے حوالے سے لکھتے ہیں۔اِن آیات سے صاف جھلک رہا ہے کہ یہود خود اپنے آپ کو مجرم سمجھ رہے تھے اور ان کاانکار نبوت محمد ﷺ ہرگز کسی اجتہادی غلطی کی بناء پر نہ تھا[77]۔معاصر یہود کی دنیاپرستی مشرکین سے بھی بڑھی ہوئی تھی اس کو سورۃالبقرہ، ع 11میں بیان کیا گیاہے۔

اعزازِ نبوت کا مستحق صرف اپنی قوم اسرائیلوں کو سمجھتے تھے انہیں حسد تھا کہ یہ اعزاز ایک عرب یا بنی اسماعیل کے پاس کس طرح چلاگیا۔آسمانی کتابوں میں کھلی تحریف کے مرتکب ہو چکے تھے۔ تحریف سے مراد تمام تر حصول دنیاہی ہوتا تھا۔اِن کی بداخلاقی اور بددیانتی عام ہو چکی تھی۔ جھوٹی باتیں سننے کا چسکا بھی تھا۔ حرام کھانے والے۔یہودیوں اور نصرانیوں نے یہ مشرکانہ

عقیدے زیادہ تر روم کے گرد رہنے والی قوموں سے ہی لیے تھے۔ کافر قوموں سے دوستی اُس وقت ان کے ضمیر میں داخل ہو چکی تھی۔ یہود کو مسلمانوں سے اس درجہ خلش بڑھ گئی کہ وہ مسلمانوں پر مشرکوں کو ترجیح لگے تھے کہ قرآن کی طرف اعلان کیا گیا کہ مشرکینِ عرب اور یہود عدوات اسلام میں ایک ساتھ ہیں۔ بغض و عدوات میں اس قدر آگے بڑھ گئے کہ عام آداب، تہذیب، معاشرہ کی پرواتک نہ کی۔ آپ ﷺ کی مجلس میں آتے ہوتے تو بد تمیزی کے کلمات بے تکلف کہہ دیتے اس کو سورۃ النساء، ع 7، میں کیا گیا ہے۔

مسلمانوں کو ایمان لانے میں تذبذب کا شکار کرنے کی شازشیں کرتے اس کو سورۃ آل عمران، ع 8 میں بیان کیا ہے یہود انکار نبوت کی ایک وجہ یہ تھی کہ آسمانی کتابوں میں ردل وبدل کے مرتکب ہوئے تھے۔ انہیں در تھا کہ آنے والے پیغمبر اُس راز کو سب کے سامنے افشان کر دیں گے جس سے جگ ہسائی ہو گی۔ نصرانیوں سے مباہلہ کی اجازت دی گئی جس کو قرآن نے اسے سورۃ آل عمران، ع 6 میں ذکر کیا ہے اس وقت کے نصرانیوں خصوصاً ان کے روحانی پیشواؤں کا رویہ اسلام کے متعلق بڑا ہمدردانہ ہوتا تھا سچے نصرانی اسلام میں داخل ہوگئے تھے۔ جو لوگ بدستور اپنے سابقہ دین یہودیت پر قائم رہے۔ پھر اُس میں دو قسم پر تھے امانت دار اور دوسرے بددیانت تھے[78]۔

منافقین کے چار طبقوں کا ذکر:

مؤلف نے منافقین کے چار طبقوں کا ذکر کرکے ان کی بیماریوں کا ذکر کیا ہے اس کا آغاز سورۃ البقرۃ سے ہی شروع ہو جاتا ہے ان کے دل میں حسد اور نفاق کا مرض تھا اسلام کی ترقی سے ان کو جلن ہوتی تھی اور دوغلے پن کا مظاہرہ کرتے تھے جب مسلمانوں سے ملتے تو ان کی ہاں میں ہان ملاتے جب اپنے شیطان صفت لوگوں کے پاس جاتے تو ان کی طرح اسلام کی مخالفت کرنے لگتے تھے اس کو اللہ نے سورۃ البقرۃ ع 2، سورۃ التوبہ ع 10، ایک مقصد ان کا غزوات کے اندر مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنا اور رنجشیں پیدا کرنا ان کا وطیرہ تھا۔ جھوٹی قسمیں، باتیں بنانے، تمسخر اڑانے میں بھی بڑے ماہر تھے اس کو سورۃ التوبہ ع 7، 8 اور ع 10 میں بیان کیا گیا ہے[79]۔ منافقین کا اصل جرم تو نفاق ہی تھا لیکن مسلمان عورتوں اور عام لوگوں کو تنگ کرتے تھے اس کو قرآن نے سورۃ الفتح ع 3، سورۃ الاحزاب ع 8 سورۃ النسآء ع 21، میں اس کو نیان کیا گیا ہے[80]۔ منافقت وریاکاری میں ان کو مکمل عبور حاصل تھا انھوں نے ظاہری طور پر عبادت کے لئے مسجد بنائی لیکن اس میں جمع ہو کر مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے رہتے تھے اس کو اللہ نے سورۃ التوبہ ع 13، میں ذکر کیا ہے اللہ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو خصوصی طور پر ان کی ظاہری خوش اقبالی کے خطرے سے آگاہ کیا ہے اور سورۃ المنافقون کی کئی آیات کا ذکر ہی منافقین کے بارے میں ہے[81]۔

مومنین کا ذکر:

یہاں مخاطبین مسلمان ہیں اور بعض جو نئے اسلام لانے والے تھے ان کو آپ ﷺ کے حجرے کا ادب، مجلس میں بولنے کا ادب، جہاد وقتال، مخلص رفیقوں کے لئے ایمان دوستی، کفر دشمنی، فسق بیزاری اور پاکیزہ قلبی کا ذکر قرآن نے انہیں مخاطب کرکے کیا ہے[82]۔ اور پھر سورۃ الذارعات ع 1، سورۃ الفرقان ع 6، اور مہاجرین وانصار دونوں کا مل مدح بیان کی[83]۔

خطبہ (8) معجزات ودلائل:

معجزہ ہر پیغمبر کی زندگی کا لازمی جز رہا ہے مؤلف نے قرآن کے حوالے سے 9 انبیاء کا ذکر کیا ہے اور آپ ﷺ کا سب

سے نمایاں معجزہ کتاب اللہ ہے یہ معجزہ کل وقتی ہے کتاب اللہ نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ کلام بشر نہیں ہے پھر چیلنج دیا کہ ایک سورت لاؤ، دس سورتیں لے آؤ، کم از کم ایک سورت ہی لے آؤ، پھر بات ایک آیت تک پہنچ گئی، یہ قرآن کا اعجاز ہے جسے آج تک کوئی قبول نہ کرسکا، آپ ﷺ جب دشمن کے مقابلے کے لئے صف آرا ہوئے تو لشکروں سے مدد کی گئی، ان کو سورۃالتوبہ ع4، سورۃالانفال ع1، سورۃآل عمران ع13، اسی طرح ہجرت مدینہ کے وقت نصرت سورۃالانفال ع4، جانی دشمنوں سے حفاظت سورۃالطور ع2، وصف امیت کا تکرار سورۃالاعراف ع16، شق قمر سورۃالقمر ع1، شق صدر سورۃا لانشراح، حرم مکہ سے بیت اللہ تک کا سفر سورۃ بنی اسرائیل ع1، آسمان کی سیر سورۃالنجم ع1 میں بیان کیا گیا ہے[84]۔

خطبہ 9: آپ ﷺ کی خانگی اور ازواجی زندگی

اللہ نے اپنے خاص بندوں کا ایک وصف یہ بھی بتایا ہے کہ وہ اللہ سے اپنی اولاد و ازواج کے لئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ ان کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنادے اللہ نے کئی پیغمبروں کا ذکر کیا ہے رسول ﷺ کے اہل بیت کا تذکرہ قرآن میں صراحت کے ساتھ موجود ہے۔ قرآن میں آپ ﷺ کی ازواج کے متعلق دو لفظ آئے ہیں اور ازواج کا مقام و مرتبہ بلند اور ذمہ داریاں بھی کہیں زیادہ ہیں[85]۔ واقعہ افک کا مختصر واقعہ، ازواجی رعایتوں کے ساتھ ساتھ پابندیوں کا سلسلہ، مال دنیا سے بے رغبتی، نفع آخرت کی طرف رغبت، امہات المؤمنین کا بلند مقام، اور مردوں کے لئے نکاح حرام، گھر کے راز کے متعلق امہات کا واقعہ، ازواج مطہرات اپنی قدر و منزلت کے بعد زیادہ مستحق ٹھہریں اور مومنوں کی مائیں قرار پائیں[86]۔ عرب میں لاولد ہونا بڑا عیب سمجھا جاتا تھا۔ گستاخ آپ ﷺ پر آواز کستے تھے قرآن نے اس کو بڑے پرزور انداز میں بیان کیا ہے۔ بے اولاد رہ جانے والے آپ ﷺ نہیں بلکہ آپ کے دشمن ہیں اللہ نے قرآن مقدس میں اس کو بیان کیا ہے۔

خلاصہ کتاب:

مولانا عبدالماجد دریابادیؒ کے خطبات جو سیرت قرآنیہ پر تھے 1958ء بمطابق 1378 ھ کو ڈاکٹر عبدالحق صاحب کی فرمائش پر دیئے گئے تھے۔ اِس کتاب کو نو (9) خطبات کی صورت میں ترتیب دیا گیا تھا۔ ہر خطبے کو بیان کرتے ہوئے ساتھ ساتھ آیات مقدسہ اور کئی ابواب میں انجیل، تورات، یوحنا کے دلائل بھی دیئے گئے ہیں۔ یہ کتاب سیرت قرآنیہ کے موضوع پر ایک اچھی اور مایہ ناز کتاب کا درجہ رکھتی ہے۔ مولانا دریا بادی اندازِ تحریر بھی ادیبانہ تھا۔ پہلے خطبے میں حضور ﷺ کے آنے کی خوشخبریاں بیان کی گئی ہیں دوسرے خطبے میں آپ ﷺ کے نام، نسب، وطن اور زمانہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ تیسرے خطبے میں آپ ﷺ کے فضائل، خصائص اور مشاغل کا ذکر ہے چوتھے خطبے میں آپ ﷺ کی رسالت اور بشریت کا ذکر ہے۔ پانچویں خطبے میں آپ ﷺ کی ہجرت کا ذکر ہے۔ چھٹے خطبے میں غزوات و محاربات کا ذکر ہے۔ ساتویں خطبے میں معاصرین اور آٹھویں خطبے مشرکین، یہود و نصاریٰ، منافقین اور مؤمنین کا ذکر ہے۔ آٹھویں خطبے میں آپ ﷺ کے معجزات و دلائل کا ذکر ہے اور آخری خطبے میں حضور ﷺ کی خانگی اور ازدواجی زندگی آیات قرآنیہ سے بیان کی گئی ہیں۔

CC BY

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی وحوالہ جات

[1] دریاباد ریاست اترپردیش، انڈیا میں واقع ہے، یہ ضلع اولیاء کے مزار کی وجہ سے مشہور ہے۔

[2] دریابادی، عبدالماجد، مولانا، آپ بیتی، مجلس نشریات اسلام، ناظم آباد، کراچی، 1996ء، ص25، 32

Daryābādī, ʹAbd al Mājid, Mawlānā, Āp Bītī, (Nāshir: Majlis Nashriyāt Islām, Naẓim Ābad Karachi), P:25,32

[3] ایضاص 39، 38

Ibid, P:38, 39

[4] ایضاص 59، 60

Ibid, P:59,60

[5] ایضاص 83

Ibid, P:83

[6] ایضا، 90، 95، 110

Ibid, P:90,95, 110

[7] یوپی سے مراد انڈیا کی آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑی ریاست اترپردیش ہے۔

[8] الہ آباد، بھارت کی ریاست اترپردیش کا قدیم شہر ہے دریائے گنگا اور دریائے جمنا کے سنگم پر واقع ہے۔

[9] دریابادی، عبدالماجد، مولانا، آپ بیتی، ص111، 149

Daryābādī, ʹAbd al Mājid, Mawlānā, Āp Bītī, P: 11, 149

[10] ایضاص، 174، 175

Ibid, P:174,175

[11] ایضاص 207

Ibid, P:207

[12] ستیا گرا سے مراد گاندھی جی کی مہم جو عدم تشدد اور عوامی مزاحمت پر مبنی ہے۔

[13] دریابادی، عبدالماجد، مولانا، آپ بیتی، ص228

Daryābādī, ʹAbd al Mājid, Mawlānā, Āp Bītī, P: 228

[14] مولانا محمد علی جوہر تحریک خلافت کے بانی تھے، کئی دفع قید وبند کی صعبتیں برداشت کیں 1931ء کو گول میز کانفرنس کے لئے انگلستان گئے آزاد وطن کا مطالبہ کیا اور اعلان کیا کہ آزادی تک واپس نہیں جاؤں گا پھر وہیں انتقال ہوا اور بیت المقدس میں دفن ہوئے۔

[15] دریابادی، عبدالماجد، مولانا، آپ بیتی، ص260

Daryābādī, ʹAbd al Mājid, Mawlānā, Āp Bītī, P: 260

[16] اس سے مراد مولانا حسین احمد مدنی ہیں آپ شیخ الہند محمود الحسن کے شاگرد اور دار لعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث تھے،1957ء کو فوت

ہوئے تھے۔

[17] دریابادی، عبدالماجد، مولانا، آپ بیتی، ص 269

Daryābādī, 'Abd al Mājid, Mawlānā, Āp Bītī, P: 269

[18] آپ ہندوستان کے شہر کرنول کے رہنے والے تھے، آپ 21 فروری 1900ء کو پیدا ہوئے تھے، بہت سے کالجز، سکول اور مدارس کے بانی تھے افضل العلماء کے لقب سے مشہور تھے، آکسفورڈ سے ڈفل کی ڈگری حاصل کی تھی، علی گڑھ یونیورسٹی کے پرووائس چانسلر بھی رہے ہیں۔

[19] مدراس یونیورسٹی صوبہ تامل ناڈو کے دارالحکومت چنائی (سابقہ مدراس) میں واقع ہے۔

[20] دریابادی، عبدالماجد، مولانا، آپ بیتی، ص 301

Daryābādī, 'Abd al Mājid, Mawlānā, Āp Bītī, P: 301

[21] ایضا، ص 382

Ibid, P:382

[22] مسلم یونیورسٹی سے مراد علی گڑھ مسلم یونیورسٹی ہے اس کا قیام سر سید نے 1857ء کو محمڈن اینگلو اورینٹل کالج کی صورت میں عمل میں لایا تھا 1920ء کو اسے یونیورسٹی کا درجہ مل گیا اس یونیورسٹی نے عالمی شہرت پائی۔

[23] دریابادی، عبدالماجد، مولانا، آپ بیتی، ص 392

Daryābādī, 'Abd al Mājid, Mawlānā, Āp Bītī, P: 392

[24] مولانا ابوالحسن علی ندوی 24 نومبر 1913ء کو پیدا ہوئے 31 دسمبر 1999ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے، بھارت کی ریاست اترپردیش ضلع رائے بریلی کے رہنے والے تھے، کئی اردو اور عربی کتابوں کے مصنف تھے، آپ کو کئی طرح کے بین الاقوامی اعزازات ملے ہیں۔

[25] آپ دریاباد کے مقامی علمآء میں سے تھے، وصیت کے مطابق دوسرا نماز جنازہ دریاباد میں آپ نے پڑھایا تھا۔

[26] دریابادی، عبدالماجد، مولانا، آپ بیتی، ص 397

Daryābādī, 'Abd al Mājid, Mawlānā, Āp Bītī, P: 397

[27] دریابادی، عبدالماجد، مولانا، سیرۃ قرآن کی روشنی میں، صدیقی ٹرسٹ لسبیلہ چوک، کراچی، ص 5، 6

Daryābādī, 'Abd al Mājid, Mawlānā, Sīrat Qurān Kī Rūshnī Main, (Nāshir: Ṣṣddīqī Trust Lasbella Chowk, Karachi), P:5, 6

[28] ایضا ص 7، 8

Ibid, P:7,8

[29] سورۃ البقرۃ 2: 127-129

AL Baqrah , Al Āyah: 127-129

[30] سورۃ الجمعہ 62: 2

Al jume

[31] سورۃ الشعرآء 26: 196

Al Shu'arā,, Al Āyah: 196

[32] سورۃ الاعراف 7: 157

Al A'rāf, Al Āyah: 157

[33] دریابادی، عبدالماجد، مولانا، سیرۃ قرآن کی روشنی میں، ص9-13

Daryābādī, 'Abd al Mājid, Mawlānā, Sīrat Qurān Kī Rūshnī Main, P:9-13

[34] سورۃ الفتح28: 29، سورۃ محمد47: 2، سورۃ آل عمران3: 144، سورۃ الاحزاب33: 40

Al Fatḥ, Al Āyah: Al Āyah: 29, Muḥmmad, Al Āyah: 2, Āl Imrān Al Āyah: 144, Al Aḥzāb, Al Āyah: 40

[35] سورۃ الصّف61: 6

Al Ṣaf, Al Āyah: 6

[36] دریابادی، عبدالماجد، مولانا، سیرۃ قرآن کی روشنی میں، ص15-17

Daryābādī, 'Abd al Mājid, Mawlānā, Sīrat Qurān Kī Rūshnī Main, P:15-17

[37] سورۃ المزمل73: 15، سورۃ الفتح48: 8، سورۃ الاحزاب33: 45،46

Al Muzzammil, 15, Al Fatḥ, Al Āyah: 8, Al Aḥzāb, Al Āyah: 45, 46

[38] سورۃ الرعد13: 7، سورۃ ق50: 2، سورۃ النازعات79: 45

Al Ra'ad, Al Āyah: 7, Qāf, Al Āyah: 2, Al Nāzi'āt, 45

[39] سورۃ البقرۃ2: 119، سورۃ بنی اسرائیل17: 105، سورۃ ھود11: 12

Al Baqarah, Al Āyah: 119, Banī Isrā,īl, 105, Hūd, Al Āyah: 12

[40] سورۃ السبا34: 28

Al Sabā, Al Āyah: 28

[41] دریابادی، عبدالماجد، مولانا، سیرۃ قرآن کی روشنی میں، ص18-20

Daryābādī, 'Abd al Mājid, Mawlānā, Sīrat Qurān Kī Rūshnī Main, P: 18-20

[42] سورۃ المزمل73: 1

Al Muzzammil, Al Āyah: 1

[43] سورۃ المدثر74: 1

Al Muddathir, Al Āyah: 1

[44] دریابادی، عبدالماجد، مولانا، سیرۃ قرآن کی روشنی میں، ص21، 22

Daryābādī, 'Abd al Mājid, Mawlānā, Sīrat Qurān Kī Rūshnī Main, P: 21,22

[45] ایضاص23-25

Ibid, P: 23-25

[46] ایضاص26

Ibid, P: 26

[47] دریابادی، عبدالماجد، مولانا، سیرۃ قرآن کی روشنی میں، ص28،27

Daryābādī, 'Abd al Mājid, Mawlānā, Sīrat Qurān Kī Rūshnī Main, P:27,28

[48] ایضاص29-31

Ibid, P: 29-31

[49] ایضاص32-35

Ibid, P: 32-35

[50] دریابادی، عبدالماجد، مولانا، سیرۃ قرآن کی روشنی میں، ص36-38

Daryābādī, 'Abd al Mājid, Mawlānā, Sīrat Qurān Kī Rūshnī Main, P: 36-38

[51] ایضاص39-42

Ibid, P: 39-42

[52] ایضا43-45

Ibid, P: 43-45

[53] ایضاص47-49،56-62

Ibid, P: 47, 49, 56, 62

[54] ایضاص63-66

Ibid, P: 63-66

[55] دریابادی، عبدالماجد، مولانا، سیرۃ قرآن کی روشنی میں ص68-70

Daryābādī, 'Abd al Mājid, Mawlānā, Sīrat Qurān Kī Rūshnī Main, P: 68-70

[56] ایضاص71-73

Ibid, P: 71-73

[57] دریابادی، عبدالماجد، مولانا، سیرۃ قرآن کی روشنی میں، ص75-79

Daryābādī, 'Abd al Mājid, Mawlānā, Sīrat Qurān Kī Rūshnī Main, P:75-79

[58] ایضاص80-83

Ibid, P: 80-83

[59] دریابادی، عبدالماجد، مولانا، سیرۃ قرآن کی روشنی میں، ص84-86

Daryābādī, 'Abd al Mājid, Mawlānā, Sīrat Qurān Kī Rūshnī Main, P: 84-86

[60] ایضاص88-125

Ibid, P:99-125

[61] سورۃ الاعراف ع23 آیت128، سورۃ البقرہ ع12 آیت119، سورۃ الفاطر رکوع3 آیت23، سورۃ بنی اسرائیل رکوع12 آیت105

Al A'rāf, Al Āyah: 128, Al Baqarah, Al Āyah: 119, Al Fāṭir, Al Āyah: 23, Banī Isrā,īl, 105

[62] دریابادی، عبدالماجد، مولانا، سیرۃ قرآن کی روشنی میں، ص129-132

Daryābādī, 'Abd al Mājid, Mawlānā, Sīrat Qurān Kī Rūshnī Main, P:129-132

[63] ایضاص133-135

Ibid, P: 233-135

[64] سورۃ النحل16: 51، سورۃ الکھف18: 110، سورۃ البقرہ2: 163، سورۃ الزمر39: 4

Al Naḥl, Al Āyah: 51, Al Kahf, Al Āyah: 110, Al Baqarah, Al Āyah: 163, Al Zumar, Al Āyah: 4

[65] دریابادی، عبدالماجد، مولانا، سیرۃ قرآن کی روشنی میں ص136-138

Daryābādī, 'Abd al Mājid, Mawlānā, Sīrat Qurān Kī Rūshnī Main, P: 136-138

[66]سورۃ المدثر74: 2، سورۃ المائدہ5: 67، سورۃ آل عمران3:20

Al Muddathir,Al Āyah: 2, Al Mā,idah, Al Āyah: 57, Āl Imrān, Al Āyah: 20

[67]دریابادی، عبدالماجد، مولانا، سیرۃ قرآن کی روشنی میں، ص139

Daryābādī, 'Abd al Mājid, Mawlānā, Sīrat Qurān Kī Rūshnī Main, P: 139

[68]سورۃ النساء4: 36، سورۃ الکھف18: 110، سورۃ الیوسف12: 40

Al Nisā,, Al Āyah: 36, Al Kahf, Al Āyah: 110, Yūsuf, Al Āyah: 40

[69]دریابادی، عبدالماجد، مولانا، سیرۃ قرآن کی روشنی میں، ص141-144

Daryābādī, 'Abd al Mājid, Mawlānā, Sīrat Qurān Kī Rūshnī Main, P: 141-144

[70]ایضاص145-148

Ibid, P: 145-148

[71]دریابادی، عبدالماجد، مولانا، سیرۃ قرآن کی روشنی میں ص149-154

Daryābādī, 'Abd al Mājid, Mawlānā, Sīrat Qurān Kī Rūshnī Main, P: 149-154

[72]ایضا، ص155-157

Ibid, P: 155-157

[73]سورۃ الحجر15: 6، سورۃ السبا34: 8، سورۃ المؤمنون23: 11

Al Ḥijr, Al Āyah: 6, Al Sabā, Al Āyah: 8, Al Mu,minūn, Al Āyah: 11

[74]سورۃ الانبیاء21: 5، سورۃ الطور52: 31

Al Ambiyā,, Al Āyah: 5, Al Ṭūr, Al Āyah: 31

[75]ایضاص158-163

Ibid, P: 158-163

[76]دریابادی، عبدالماجد، مولانا، سیرۃ قرآن کی روشنی میں، ص164-169

Daryābādī, 'Abd al Mājid, Mawlānā, Sīrat Qurān Kī Rūshnī Main, P: 164-169

[77] ایضا، ص170،171

Ibid, P: 170,171

[78]دریابادی، عبدالماجد، مولانا، سیرۃ قرآن کی روشنی میں، ص180-183

Daryābādī, 'Abd al Mājid, Mawlānā, Sīrat Qurān Kī Rūshnī Main, P: 180-183

[79]ایضاص184-190

Ibid, P: 184-190

[80]ایضاص191-193

Ibid, P: 191-193

[81]ایضاص196-199

Ibid, P: 196-199

[82]دریابادی، عبدالماجد، مولانا، سیرۃ قرآن کی روشنی میں، ص205-209

Daryābādī, 'Abd al Mājid, Mawlānā, Sīrat Qurān Kī Rūshnī Main, P: 205-209

[83] ایضاص217،210،211

Ibid, P: 210, 211, 217

[84] ایضا، ص225-237

Ibid, P:222-237

[85] ایضا241-243

Ibid, P:241-243

[86] دریابادی، عبدالماجد، مولانا، سیرۃ قرآن کی روشنی میں، ص،248،250،252،253،256

Daryābādī, 'Abd al Mājid, Mawlānā, Sīrat Qurān Kī Rūshnī Main, P: 248, 250,252, 253, 256